پروفیسر سید محمد وکیل بخاری

شاہ جی کی مختار مسعود سے ملاقات

پس منظر نہ منظر

منشی عبدالرحمن خان مرحوم ملتان کی ایک سماجی اور علمی شخ یت تھے سرکاری ں میں انہیں خاصا رسوخ حاصل تھا- یہ جولائی ۱۹۵۹ء کا واقعہ ہے- وہ ایک روز حضرت امیر شریعت کے ہاں تشریف لائے اور اپنی آمد کی غرض وغایت بیان کی- کہ ڈی سی ملتان (مسٹر مختار مسعود) آپ سے ملاقات کے خواہش مند ہیں-

حضرت امیر شریعت نے جواب دیا کیوں؟

کیا وہ میرا مکان چھننا چاہتے ہیں کہ اطمینان سے کیوں بیٹھا ہوں؟

منشی صاحب:- نہیں حضرت وہ آپکا عقیدت مند ہے-

حضرت امیر شریعت:- پھر وہ تشریف لے آئیں فقیر کا در تو کھلا ہے-

منشی صاحب:- وہ ڈرتا ہے کہ لوگ مجھے احراری مشہور کر دیں گے-

حضرت امیر شریعت:- بھائی میری طبیعت ناساز ہے میں تو کہیں جا نہیں سکتا صحت بحال ہو گئی تو دیکھا جائیگا-

پھر منشی صاحب چلے گئے-

اس ملاقات کے تقریباً پانچ چھے روز بعد مولانا محمد علی جالندھری تشریف لائے تو شاہ جی نے یہ بات مولانا سے کہہ سنائی مولانا نے کہا کہ آپ ضرور تشریف لے جائیں اور مجلس تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرار اسلام) کے دفتر کی واگذاری کے بارے میں بھی بات کریں جو تحریک تحفظ ختم نبوت کے دنوں میں سر بمہر کر دیا گیا تھا- تقریباً پندرہ سولہ روز بعد منشی صاحب دوبارہ تشریف لائے- اور ڈی سی کے اشتیاقِ ملاقات کا ذکر کیا شاہ جی نے فرمایا کہ ان سے پوچھ آؤ وہ کس دن فارغ ہوں گے- ایک دن بروز ہفتہ منشی صاحب آئے اور بتایا کہ کل اتوار کو ملاقات کا وقت طے کر آیا ہوں- میں صبح سات بجے آپ کو لینے کے لئے حاضر ہو جاؤں گا-

شاہ جی اتوار کی صبح انتظار کرتے رہے دن کافی چڑھ گیا اچھی خاصی تپش ہو گئی- منشی صاحب آٹھ بجے سے کچھ اوپر کار لے کر آئے- شاہ جی نے روانگی سے قبل مجھے فرمایا کہ منشی صاحب اور مزاج کے آدمی ہیں تم میرے ساتھ چلو- منشی صاحب کے تاخیر سے آنے پر شاہ جی نے اظہار ناراضی فرمایا اور کہا کہ میں بیمار آدمی ہوں اور آپ نے اتنی دیر کر دی-

شاہ جی مجھے ساتھ لیکر ڈی سی کی کوٹھی پر پہنچے- گاڑی برآمدے کے پاس جا کر رکی- تو ڈی سی مختار مسعود اور ایم ایچ شاہ- سی ایس پی رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹی مغربی پاکستان بھی موجود تھے- دونوں اکٹھے آگے بڑھے- منشی عبدالرحمن خان نے جلدی سے گاڑی سے نکل کر دروازہ کھولا- شاہ جی باہر نکلے تو ہر دو حضرات سے سلام و

مصافحہ کیا۔ آپ نے دھوپ سے بچنے کے لئے سر پر رومال ڈال رکھا تھا۔ مختار مسعود نے آگے بڑھکر ہاتھ پکڑا شاہ جی برآمدے کی تین چار سیڑھیاں چڑھنے کے بعد کھڑے ہوگئے۔ اور منشی صاحب کو مخاطب ہو کر پوچھا کہ یہی ڈپٹی کمشنر صاحب ہیں۔ مختار صاحب نے فوراً از خود جواب دیا جی ہاں میں ہی ہوں آپکا نیاز مند۔ اسکے بعد اندر کمرے کی جانب بڑھے۔ کمرے میں قالین بچھے تھے۔ شاہ جی نے دروازے میں فٹ پیڈ پر ہی جوتے اتار دیئے۔ مختار مسعود نے کہا آپ اسی طرح آجائیں کوئی حرج نہیں۔ شاہ جی نے فرمایا نہیں بھائی میں مسجد کا آدمی ہوں ایسے ہی ٹھیک ہے پھر بعد میں آپ لوگ باتیں کرتے ہیں کہ ان مولویوں کو تمیز نہیں۔ ہمارے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تہذیب سے ان کو آشنائی نہیں ہوئی اس لئے بہتر یہی ہے کہ میں جوتے یہیں اتار دوں۔ اسکے بعد آپ صوفہ پر بیٹھ گئے اور دوسرے لوگ بھی بیٹھ گئے۔ چند لمحوں بعد شاہ جی نے فرمایا کہ آپ لوگ اگر محسوس نہ کریں تو میں ذرا آرام سے بیٹھنا چاہتا ہوں مریض آدمی ہوں اس لئے ٹانگیں لٹکا کر نہیں بیٹھ سکتا۔ مختار صاحب نے کہا جیسے آپ کی مرضی۔ اسکے بعد گفتگو کا آغاز مختار صاحب کے اس سوال سے ہوا۔

مختار مسعود:۔ حضرت ٹھنڈا مشروب پینا پسند فرمائیں گے یا چائے؟

شاہ جی:۔ بھائی ذیابطیس کا مریض ہوں صرف سادہ پانی پیوں گا۔ مسٹر مختار مسعود کے اصرار کے باوجود شاہ جی نے صرف سادہ ٹھنڈا پانی ہی پیا۔ باقی حضرات کی تواضع ٹھنڈے مشروب سے کی گئی۔ پھر مختار صاحب ٹھنڈے آم بھی لے آئے اور شاہ جی کو پیش کئے مگر آپ نے صرف ایک دانہ اٹھایا اور سونگھ کر واپس ڈش میں رکھ دیا اور فرمایا کہ میرے معالج نے مجھے صرف یہاں تک اجازت دے رکھی ہے اس پر بھی مختار صاحب نے اصرار کیا مگر شاہ جی نے آم نہیں چکھا۔ شاہ جی نے فرمایا چونکہ آپ نے بے تکلفی کا اظہار کیا ہے اسلئے ہم بھی بے تکلف ہو کر بیٹھ گئے ہیں ورنہ ہمارا مقام تو آپکی عدالت میں کھڑے ہونے کا ہوتا ہے۔

مختار صاحب: نہیں نہیں اب آپ کو ایسی تکلیف نہیں دی جائیگی۔ جی چاہتا تھا کہ آپ کے ساتھ بیٹھکر آپ کے خیالات سے استفادہ کیا جائے اسی لئے اس نشست کا اہتمام کیا گیا ہے۔

اسکے بعد مختار صاحب نے ایک طویل سوال کیا جو اپنے اندر بہت سے پہلو رکھتا تھا۔

سوال تھا، شاہ صاحب ہمیں اپنے مسلم رہنماؤں سے یہ گلہ ہے کہ انہوں نے ہماری صحیح تربیت نہیں کی ملک کی آزادی کی تحریک چل رہی تھی تو ہم لوگ تعلیم حاصل کر رہے تھے وہاں سے فارغ ہوئے تو ملک تقسیم ہو چکا تھا البتہ اللہ کا فضل یہ ہوا کہ اس وسیع ملک میں ہمیں اچھی اچھی ملازمتیں مل گئیں۔

شاہ جی نے جواب دیا۔

نہیں آپکا یہ گلہ درست نہیں ہے کیونکہ ہم نے اپنے بزرگوں سے جو سیاسی تربیت ورثے میں پائی تھی اور جو اپنی محنت سے پیدا کی ہے وہ بھی نئی نسل کے حوالے کی۔ لیکن نئی نسل بھی عجیب نسل ہے وہ اس امر پر توجہ ہی نہیں دیتی، اس کا کیا کیا جائے کہ لائل پور اور کیمل پور کے شہروں میں آبادی کے اعتبار سے غیر مسلم چند تھے۔ لیکن مسلمانوں کی اکثریت نے اپنے مکانات اور جائیدادیں جوتے تک بد کرداری کے عوض

غیر مسلموں کو بیچ ڈالیں۔

مختار مسعود نے دوسرا سوال کیا کہ شاہ صاحب کیا وجہ ہے کہ گذشتہ صدی میں ہندوستان میں اس قدر کثیر تعداد میں مسلمان رہنماء پیدا ہوئے ہیں کہ مسلمانوں کی تاریخ میں کوئی دور اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ انہوں نے چیدہ چیدہ رہنماؤں کے نام بھی گنوائے مگر مسلمان قوم اسکے باوجود رو بہ زوال تھے؟ شاہ جی نے فرمایا "اس کی وجہ علی گڑھ یونیورسٹی ہے۔ جب یونیورسٹی کی بنیاد رکھی گئی تو مسلمانوں کے ایک گروہ نے سر توڑ کوشش کی تھی کہ علی گڑھ اور دیوبند کو مل کر کام کرنا چاہیئے۔ لیکن ایک طبقہ پوری شدت سے اسکی مخالفت کر رہا تھا۔ اور آخر کار وہی کامیاب رہا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کا دولت مند اور ذہین طبقہ علی گڑھ یونیورسٹی میں پہنچ گیا، مفلس اور نادار غیر ذہین طبقہ دیوبند میں پہنچ گیا اس وقت سے مسلمانوں میں مذہب اور سیاست کی تقسیم کا آغاز ہوا۔ ورنہ اس سے پہلے مسلمانوں کے رہنماؤں میں دونوں خصوصیات ہوتیں تھیں بلکہ جو حکمران ہوتا تھا وہی مذہبی رہنماء بھی ہوتا تھا۔ اور اب یہ خلیج اتنی وسیع ہو گئی ہے کہ مجھے تو یہ ملتی نظر نہیں آتی۔

اسکے بعد دفتر ختم نبوت کی واگزاری کی بات بھی آئی، پھر کافی دیر تک خالصتاً ادبی محفل جمی رہی شعر و شاعری، اور مختلف اصناف سخن پر گفتگو ہوتی رہی اسی دوران مختار صاحب نے اقبال کے متعلق ایک تیکھا سوال کر ڈالا۔ کہ شاہ صاحب اقبال کے متعلق آپ کیا رائے قائم کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے کلام میں پیغام کچھ دیتے ہیں اور ان کا ماحول کچھ اور بتاتا ہے؟

شاہ جی نے فرمایا کہ نہیں ایسی بات نہیں۔ میں اقبال کو آپ سے زیادہ جانتا ہوں میں نے انہیں قریب سے دیکھا ہے۔ جو لوگ انکے گرد آپکو نظر آتے ہیں وہ انھوں نے اکٹھے نہیں کئے تھے بلکہ "کئے گئے" تھے۔ یا ہو گئے تھے۔

اسکے بعد مختار نے اپنے ترکش کا اصل تیر نکالا۔ اور اس بے تکلفی کے ماحول سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چھے مربع اراضی ٹیوب ویل سکیم کے تحت دینے کی پیش کش کی۔

شاہ جی نے فرمایا۔

"آپ نے غلط آدمی کا انتخاب کیا ہے میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں۔"

اس پر ملاقات ختم ہو گئی۔

اور مغرب کے بعد شاہ جی گھر واپس لوٹ آئے۔ پھر مختار مسعود صاحب نے کبھی بھی ملاقات کے اشتیاق کا اظہار نہ کیا اس ملاقات میں چھے افراد شامل تھے۔

۱۔ حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ

۲۔ مسٹر مختار مسعود

۳۔ ایم۔ ایچ۔ شاہ (محمود الحسن شاہ)

۴۔ منشی عبدالرحمن خان مرحوم